"ھجرت اور اسلامی سلطنت"

دلشاد بیگم اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات گورنمنٹ فرنٹیر کالج پشاور

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ایک ایسا واقعہ ہے، جس کے متعلق صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ مشیت ایزدی نے ذہن انسانی کے انقلاب عظیم کا آغاز اس سادہ سے واقع کے ساتھ منسلک کر دیا تھا۔ جس میں نسل انسان کے عظیم ترین محسن اور اس کے صادق ترین دوست نے غیر معروف راستوں سے گزر کر ایک چھوٹی سی بستی کو بارونق بنایا اور اسے جزیرۃ العرب جیسی وسیع مملکت کا صدر مقام قرار دیا۔ اس سادہ سے واقعہ کے ساتھ فکر انسانی کے عظیم ترین انقلاب کا آغاز وابستہ ہے وہ انقلاب جس نے انسانیت کو ہزاروں صدیوں پرانے دستور کار سے آزاد کیا اور خالق کائنات نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی جانب سے نزول ہدایت کا دروازہ بند کر دیا اور آئندہ کیلئے انسانیت کو اجازت دی کہ اس آخری کتاب کی روشنی میں اپنے اذہان کی رہبری میں اپنے تمام اجتماعی امور کو حل کرتی رہے۔

ہجرت کے مقام کے تعین پر جب ذہن انسانی غور کرتا ہے، تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر ہجرت مدینہ نہ ہوتی تو بھی ضرور قادر مطلق اپنے پسندیدہ دین کو کسی اور ذریعے سے انسانی بستیوں تک پہنچانے کا بندوبست کرتے۔ نئے نظام کے اجزاء کیلئے نیا ماحول ضروری تھا۔ مگر یہ بات صرف انسان کا خالق ہی جان سکتا تھا۔

ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت نجی مجالس میں پیش کیا کرتے تھے تا کہ لوگ اسے ایک نئی نرالی بات سمجھ کر یک دم اس سے دور نہ ہٹ جائیں۔ بعثت نبوت کے تیسرے سال یعنی 613ء میں حضور کو یہ حکم ملا۔

ترجمہ۔ جس بات کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے واشگاف الفاظ میں پیش کرو اور مشرکین سے اعراض کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس دعوت کو پورے زور وشور سے پھیلانا شروع کیا، آپ نے لوگوں کو اس بات کی نصیحت کی کہ وہ صرف ایک خدا پر ایمان لائیں۔ اسی کے بندے بن کر رہیں اور اپنے آبائی شرک، کفر اور بت پرستی کو ترک کر دیں۔ اس دعوت کے راستے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ہاتھوں بڑے بڑے مصائب برداشت کئے۔ آپ پر پتھر برسائے گئے آپ کے دروازے پر غلاظت کے انبار لگائے گئے۔ آپ کے قتل کی تدابیر سوچی گئیں۔ غرضیکہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جس کا تصور کر کے جبین انسانیت شرم وحیا کے مارے عرق آلود ہو جاتی ہے۔ حضور صبر وثبات کے ساتھ یہ سب کچھ جھیلتے رہے مگر اپنی دعوت سے دستبردار نہ ہوئے آخر کار مکہ سے مدینے کو ہجرت کرنے کا پیام آپہنچا۔ ہجرت ہی کے ذریعے ملت اسلامیہ کا وجود بحیثیت ملت تسلیم کیا گیا۔ اسلئے کہ مکہ مکرمہ میں امت مسلمہ موجود تھی مگر اسے جمہوریت حاصل نہیں ہوئی تھی

مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کو باقاعدہ ملت کا مقام حاصل ہوا۔ جو رفتہ رفتہ ہر سمت قبول کیا گیا۔ اس ملت کی مملکت کا آغاز اہل یثرب کی ملک زمینوں سے بڑھا کر جزیرۃ العرب کی قدرتی سرحدوں کے قریب لے جایا گیا۔ اور ان غیر واضح سرحدوں کی مملکت کا صدر مقام یثرب قرار پایا۔ ایک نئی ملت کی مملکت کو نیا نام بھی دیا گیا۔ جو مدینۃ النبی قرار پایا اور رفتہ رفتہ صرف مدینہ رہ گیا۔ اگر کوئی نکتہ چین یہ کہے کہ ہجرت کی تہہ میں مملکت مدینہ کا سربراہ بننے کی خواہش پنہاں تھی تو وہ سراسر غلط ہوگا۔ اسلئے کہ بعثت کے بعد جب اہل مکہ پر نئے نظریہ حیات اور اس کے پیدا کردہ نظام زندگی کی حقیقت کا انکشاف ہوا تو انہوں نے حضور کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو جس کا شمار مکہ کے مقتدر لوگوں میں ہوا کرتا تھا۔ سفیر کے طور پر پہنچا اور اس نے اہل مکہ کی تجاویز حضور کے سامنے رکھیں ان تجاویز کا مقصد یہ تھا کہ حضور اپنے عطا کردہ نظام زندگی سے دستبردار ہوجائیں اور ماقبل کے نظام زندگی کو بدستور قائم رہنے دیں۔ اس کے عوض ہم تمہیں اپنا بادشاہ تسلیم کریں گے اور کوئی بھی تمہاری اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گا۔ اگر حضور کا مقصد حصول دولت و حشمت ہوتا تو قریش سب کچھ دینے پر تیار تھے۔ کیونکہ آپ کے مخالف ہونے کے باوجود مکہ والوں نے آپکو "امین" کا خطاب دیا ہوا تھا۔ وہ حکومت کی امانت بھی آپکو دینے کو تیار تھے شرط صرف یہ تھی کہ آپ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں۔ دوسری طرف آپ کسی طرح بھی اپنے فریضہ حق سے باز آنے والے نہ تھے۔ بلکہ ایک مرتبہ جب آپ کے چچا کو بھی مشرکین مکہ نے مجبور کیا کہ آپ کو دعوت حق سے روکیں تو جب چچا ابوطالب جس نے باپ بن کر پالا تھا آپ کو بلایا اور فرمایا بیٹا مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈال جو میں اٹھا نہ سکوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ سورج اور ایک پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنا فرض ادا کرتا رہونگا یا تو خدا اس دین حق کو پھیلا دے گا یا میں اس کی تبلیغ میں جان دیدونگا۔ لیکن مرتے دم تک راہ حق سے سرمو کنارہ کشی نہ ہونگا۔ تو چچا نے فرمایا جا بیٹا خدا تمہاری مدد کرے میں تمہارے ساتھ ہوں۔

دین حق کی تبلیغ کی خاطر آخر کار آپ کو اپنا آبائی وطن چھوڑنا پڑا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کو ہجرت کی۔ حضور اقدس کا مدینہ منورہ پہنچنا تھا کہ اہل مکہ نے مدینہ کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ کون جانتا ہے کہ اگر اہل مکہ نے یہ اعلان جنگ نہ کیا ہوتا اور حضور کی جانب سے دفاع ملت و مملکت کے انتظام مکمل نہ کرلئے گئے ہوتے تو اسلام کے پھیلنے کی رفتار کیا ہوتی اور اسے کون سے مراحل سے گزرنا پڑتا۔ لیکن مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ اس عظیم فریضہ کی تکمیل واقعہ ہجرت کے ذریعہ ہو۔ اللہ رب العالمین ہی عالم الغیب ہے۔ اس ہجرت کے دوررس نتائج نکلے۔ جنہوں نے نو سال کی جنگ کے دوران غزوات اور سرایا کی شکل اختیار کی اور پھر فتح مکہ پر منتج ہو کر تمام عرب اسلام کے زیرنگین آگیا۔ لیکن اگر غور کیا جائے کہ حضور کا مقصد اگر سلطنت کا حصول ہوتا تو وہ کئی برس پہلے عتبہ بن ربیعہ کی سفارت میں ان کو پیش کش ہوچکی تھی۔ لیکن حضور نے دین حق کی خاطر ہر عیش و آرام کو ٹھکرا دیا تھا۔

حضور پاک نے مدینہ کو ہجرت کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مہاجرین انصار اور یہود کے درمیان

گفت و شنید کی اور اس کے بعد ایک معاہدہ مرتب کیا جس کی اہم اور خاص شرطیں یہ تھیں۔

(1) ہر قبیلے کے مقدمات و معاملات انہی کے قوانین و رواج کے مطابق حل ہونگے۔

(2) اگر مدینے پر کوئی بیرونی دشمن حملہ آور ہو گا تو مسلمان اور یہود ملکر مدافعت کریں گے۔

(3) مدینے کا کوئی فریق (مسلمان اور یہودی) کسی بیرونی قبیلے سے براہ راست معاہدہ کرنے کا مجاز نہ ہو گا۔

(4) مدینے کے باہر کوئی جنگ ہوئی تو کسی کو شامل ہونے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

(5) مدینے کے تمام نزاعی امور کا آخری فیصلہ حضور صادر فرمائیں گے۔

اس معاہدے کی رو سے جدید سیاسی اصطلاح میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ مدینے میں دولت مشترکہ (Common Wealth) قائم ہو گئی اور مسلمانوں کو داخلی طور پر سکون و اطمینان میسر آگیا اور دعوت اسلام کو اسقدر فروغ اور مقبولیت حاصل ہوئی کہ عبداللہ بن سلام اور ابو قیس صرمہ جیسے اکابرین یہود و نصاری بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ مکے کا دور بڑی مظلومیت اور پریشانی کا دور تھا جہاں آزادی کے ساتھ نماز پڑھنا بھی دشوار تھا۔ مگر مدینے میں کسی روک ٹوک کے بغیر اذان و تکبیر کے ساتھ مسلمان باجماعت نماز ادا کرنے لگے مدینہ کی مملکت کی بنیاد اس عہد نامہ کی رو سے تسلیم ہوئی جسے "میثاق مدینہ کا نام دیا گیا تھا۔ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو یہ پہلا آئین ملکی ہے۔ جسے تحریر میں لیا گیا اور پھر صدیوں بعد دوسرے خطوں کا انسان تمدن کے اس مقام تک پہنچ سکا جہاں اسے تحریری آئین کی ضرورت کا احساس ہوا۔ یہی وہ دستاویز ہے جس نے ملک وملت سے متعلق ذمہ داریوں کا احساس فرد اور معاشرے کو دلوایا اس دستاویز کے ذریعے اعلیٰ معاشرے کی شکل وصورت کا خاکہ بھی دکھایا گیا تاکہ جہاں کہیں ملت اسلامیہ کے افراد دوسروں کے ساتھ مل کر رہنا قبول کریں تو ان کی شرائط کی صورت کیا ہو۔

میثاق مدینہ وہ دستاویز ہے جو نبی پاک کی جانب سے ان لوگوں کو پیش کی گئی جنھوں نے حضور کی رہبری قبول کی مدینے سے اوس و خزرج کے علاوہ بنو عوف، بنو سعدہ، بنو حارث، بنو جشم، بنو و وغیرہ جیسے یہود قبائل تھے جو برضا ورغبت میثاق مدینہ میں شامل ہوگئے۔

اس دستاویز کے ذریعے حضور کو مملکت مدینہ کا سربراہ مان لیا گیا تھا اور اس مملکت میں صرف حضور ہی اعلان جنگ کرنے کے مجاز تھے۔ میثاق میں شامل ہونے والے تمام قبائل نے میثاق سے متعلق ہر معاملہ میں اختلاف کے متعلق آپ کا فیصلہ قبول کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ بیرونی طاقتوں کے ساتھ سمجھوتے کا حق صرف آپ کو حاصل تھا۔ اور جنگ کی صورت میں فیصلے کا اختیار بھی آپ کو تھا۔ جنگ کے اخراجات کا بوجھ یکساں طور پر اٹھانا قرار پایا تھا۔ اور اپنے اپنے قبائلی دستوں کو حضور کے زیر کمان دینے کا فیصلہ ہوا تھا۔

میثاق کے ان متفقہ فیصلوں سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ حضور کے سربراہ مملکت ہونے کے

علاوہ امور خارجہ اور دفاع مملکت کی ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد کر دی گئیں۔

اس معاہدہ کے مندرجات پر اگر آج کے حالات کو مد نظر رکھ کر غور کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ تشکیل ریاست کے فرائض انتہائی تدبر سے ہاتھ میں لئے گئے۔ جزیرۃ العرب کو اس معاہدہ کے ذریعے سیاسی، معاشرتی اور دینی وحدت مل گئی اسلام کی نعمتوں کے ذریعے جزیرۃ العرب کو صرف اپنے ہی لئے آزادی اور خود مختیاری حاصل نہیں کرنا تھی بلکہ پورے عالم انسانی کو حقیقی آزادی سے روشناس کرانا تھا۔

یہ وہ تربیتی نظام تھا جس کے طفیل گنتی کے افراد بالآخر شرق وغرب پر چھا گئے۔ مگر اس کامیابی سے قبل انہیں تپتی ہوئی ریت پر سنگ گراں کے بوجھ تلے "احد" احد کا ورد کرنے کی مشق کرنا تھی تاریخ دانوں نے ان گنتی کے ایمان لانے والوں کے ناموں کو محفوظ رکھا ہے۔ یہی وہ گنتی کے نام ہیں۔ جنھوں نے ملت اسلامیہ کی بناء ڈالی تھی۔ یہی اصحاب محمد تھے۔ حضور کی مکہ سے ہجرت اور آپ کا مدینہ منورہ کو اپنا صدر مقام مقرر کرنا ہی ملت اسلامیہ کا باقاعدہ اعلان تھا کہ وہ محض ایک شہر اور اس کی انتظامیہ کا نام نہ تھا۔۔۔ میثاق مدنیہ کے دو پہلو تھے۔ اولاً داخلی جس نے اسے آئین ملکی کا مقام دیا اکثر مورخین ان شرائط کو نظر انداز کر کے تاریخ کو غلط رنگ دیا لیکن اپنی رائے پیش کرنے سے قبل ان کو اس دور کی تاریخی مستند دستاویزات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میثاق کا دوسرا پہلو جزیرۃ العرب کا دوسری طاقتوں سے تخاطب کا پہلو ہے۔ یہ میثاق بیرونی طاقتوں کیلئے اس بات کا اعلان تھا کہ اب مدینہ ایک آئینی مملکت ہے اور اس کا آئینی سربراہ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مملکت کا اسلامی قانون ہے اس طرح ہجرت مدینہ اسلامی ریاست کے قیام کا سبب بنی۔

وما علینا الا البلاغ

اسلام اور عصر حاضر

(دوسرا شاندار ایڈیشن)

از قلم: مولانا سمیع الحق مدیر الحق

عصر حاضر کی تمدنی، معاشرتی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب نئے دور کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب ایڈیٹر الحق کے بے باک قلم سے مغربی تہذیب و تمدن اور عالم اسلام پر اس کے اثرات کا تحلیل و تجزیہ الغرض بیسویں صدی کے کارزار حق و باطل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کردے گی اور سینکڑوں مسائل پر اسلامی نقطہ نظر سے آپ کی رہنمائی کرے گی۔ صفحات ۶۴۰، سترہ ابواب، سینکڑوں عنوانات، بہترین کتابت و طباعت، سنہری ڈائی دار جلد، قیمت ۹۰

مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان